ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1, 2024

علامہ ابنِ عاشور کا التحریر والتنویر میں مفہوم مخالف کی بنیاد پر استنباطِ احکام کا مطالعہ

Study of Deriving Commands Based on Contradictory Concepts in Imam Ibn Ashur's "Al-Tahrir wa'l-Tanwir"

☆ڈاکٹر مفتی عثمان غنی

خطیب ومدرس:ڈی ایچ اے لاہور

Abstract

In his renowned work "Al-Tahrir wa'l-Tanwir", Imam Ibn Ashur's methodological approach towards deriving legal rulings based on the concept of "mafhūm al-mukhālafah" (the inferred meaning contrary to the apparent meaning) is of paramount significance. Imam Ibn Ashur, being a distinguished scholar with expertise in religious and worldly sciences, possessed profound knowledge of the principles and objectives of Islamic law. The concept of "mafhum al-mukhalafah" is found in various sources and is considered a valid method of inference, acknowledged by the companions of the Prophet Muhammad (peace be upon him), as well as later scholars. In his exegesis, Imam Ibn Ashur utilized this concept as a foundation for deriving legal rulings and addressing various issues. He often alluded to its types and principles, highlighting its importance as a source of legal reasoning in Islamic jurisprudence. Imam Ibn Ashur's approach in "Al-Tahrir wa'l-Tanwir" revolves around understanding and applying the concept of "mafhum al-mukhalafah" within the framework of Islamic legal theory. He elucidates the principles and criteria for identifying instances of "mafhum al-mukhalafah", categorizes its types, and demonstrates its significance in legal reasoning through numerous examples. By employing this method, Imam Ibn Ashur establishes the validity and efficacy of deriving legal rulings based on inferred meanings contrary to the apparent meanings of textual sources. The topics covered in this discussion include: the introduction of Imam Ibn Ashur and his exegesis, the comprehension of the concept of "mafhum al-mukhalafah" and Imam Ibn Ashur's stance on it, the principles and standards of "mafhum al-mukhalafah" according to Imam Ibn Ashur, the types of "mafhum al-mukhalafah" according to Imam Ibn Ashur, and the efficacy and examples of legal reasoning based on the concept of "mafhum al-mukhalafah" according to Imam Ibn Ashur. Through his meticulous analysis and application of "mafhum al-mukhalafah", Imam Ibn Ashur enriches the field of Islamic jurisprudence and provides valuable insights into deriving legal rulings in accordance with the objectives and principles of Islamic law.

تعارف

علامہ ابن عاشور رحمہ اللہ تعالی کا شمار مقتدر اور محقق علماء میں ہوتا ہے۔ دینی و دنیاوی علوم میں دسترس کے حامل ہونے کے ساتھ ساتھ اصول اور مقاصدِ شرع میں بھی ملکہ راسخہ حاصل تھا۔ مفہوم مخالف جو ذیلی وتبعی مصادر میں شمار ہوتا ہے اہل اصول نے مختلف ناموں سے اس کو ذکر کیا ہے۔ بعض نے اس کو منطوق یعنی مستدل بالنص ہی قرار دیا ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین نے اور اہل عرب کے اسلوب، اور فقہاء و محدثین کے نزدیک اس کا بطور مصدرِ استدلال مروج ومتداول ہے۔ علامہ ابن عاشور رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر التحریر والتنویر میں تفسیرِ آیات قرآن کریم میں اس کو بنیاد بنا کر مسائل واحکام کا استنباط کیا ہے۔ جگہ جگہ اس کی اقسام واصول کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ اس سے مفہوم مخالف کا نصوص شرع میں حجت ہونے اور اس کی بطور مصدر استدلال اہمیت وافادیت سامنے آتی ہے۔

ابن عاشور رحمہ اللہ کا مکمل نام محمد الطاھر بن بن محمد المعروف بابنِ عاشور ہے۔ آپ کا شمار نامور محقق علماء میں ہوتا ہے۔ عربی ادب، اصولِ خطابت

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1, 2024

،حدیث و علم حدیث ، تفسیر و اصول تفسیر ، مقاصدِ شرع اور اصول میں ید طولی رکھتے تھے۔ باوقار ، سنجیدہ اور جرات مندانہ شخصیت کے حامل تھے۔ علم و ذہانت میں آپ نابغہ روز گار تھے۔ دمشق اور قاہرہ میں علمی و ادارتی مناصب پر فائز تھے۔ تیونس کی عظیم یونیورسٹی جامعہ زیتونہ[1] میں افتاء، قضاء، تاریخ، سیرت، فرائض وبلاغت میں تدریس کے شعبوں سے منسلک رہے۔ اہم موضوعات پر متعدد کتب کے مؤلف ہیں۔[2] تفسیر میں التحریر والتنویر، اصول میں، مقاصد الشریعۃ الاسلامیہ ، ادب میں دیوان بشار ابن برد اور اصلاحِ تعلیم اور منہج تعلیم میں، الیس الصبح بقریب جیسی عظیم کتب کے مؤلف ہیں۔[3]

تفسیر میں آپ کی تالیف التحریر و التنویر (جس کا اصل نام "تحریر المعنی السدید و تنویر العقل الجدید من تفسیر الکتاب المجید[4]"، ہے۔) کو غیر معمولی شہرت حاصل ہے۔ عصر حاضر کی جدید اور مشہور تفاسیر میں اس کا شمار ہوتا ہے۔ سابقہ تفسیرات کا نچوڑ اور خلاصہ ہے۔ لغت اور رائے کی بنیاد پر تفسیر کا شاہکار ہے۔ نزول اور اسبابِ نزول کو حدیث رسول ﷺ کی روشنی میں خاص طور پر موضوع بحث بنایا گیا ہے۔ آیات سے مستنبط ہونے والے احکام اور مقاصدِ شرع کا ذکر ہے۔ بلاغتِ قرآن کے ساتھ ساتھ ربط آیاتِ قرآنی کے بیان کا خاص طور پر اہتمام کیا گیا ہے۔ سورت سے پہلے اس کے اغراض و مقاصد کو بیان کرنے کا اہتمام اور علم حدیث کے انکشافات کو بھی واضح کیا گیا ہے آپ رقمطراز ہیں۔

> فقد کان اکبر امنیتی منذ امد بعید تفسیر الکتاب المجید الجامع لمصالح الدنیا والدین و موثق شدید العری من الحق المتین والحاوی لکلیات العلوم و معاقد استنباطھا۔[5]

اس تفسیر کے امتیازات میں اہم امتیاز یہ بھی ہے کہ اس میں مفہوم مخالف کی بنیاد پر متعدد مسائل کا استنباط کیا گیا ہے جو اس مصدر کی اہمیت و افادیت اور استعمال کو واضح کرتا ہے۔ علم الاصول اور مفہوم مخالف بطورِ مصدر سے متعلق ارشاد فرماتے ہیں۔

> واما اصول الفقہ فلم یکونوا یعدونہ من مادۃ التفسیر ---- احداھما:ان علم الاصول قد اودعت فیہ مسائل کثیرۃ ھی من طرق استعمال کلام العرب وفھم موارد اللغۃ اھمل التنبیہ علیھا علماء العربیہ مثل مسائل الفحوی ومفھوم المخالفۃ-----

اس عبارت کا حاصل یہ ہے کہ اہل تفسیر علم اصول فقہ کو تفسیر کا مادہ اور ذریعہ تصور نہیں کرتے حالانکہ اس کی مباحث جیسے اوامر، نواہی اور عموم کو تفاسیر میں ذکر کرتے ہیں۔ جس کا تعلق اصول فقہ سے ہے۔ لہذا اس میں فیصلہ کن بات یہ ہے کہ علم اصول کی دو اقسام ہیں۔ ا۔ علم اصول کی بنیاد پر بہت سے مسائل اخذ ہوتے ہیں جیسے عربی گفتگو کے اسالیب، لغت سے واقفیت، سیاق و سباق اور مفہوم مخالف کی بنیاد پر مستنبط مسائل۔ اگرچہ ان میں سے کچھ وہ ہیں جن سے متعلق علماء اصول اور

---

1 ۔ اہل تیونس جامع زیتونہ پر اسی طرح فخر کرتے ہیں جس طرح اہل مصر کو جامعۃ ازھر پر فخر ہے۔ (ایاد خالد الطباع، علماء و مفکرون معاصرون (محمد الطاھر ابن عاشور)، (دمشق: دار القلم، الطبعۃ الاولی، ۲۰۰۵ء)، ۷۔)

2 ۔ ایاد خالد الطباع، علماء و مفکرون معاصرون (محمد الطاھر ابن عاشور)، (دمشق: دار القلم، الطبعۃ الاولی، ۲۰۰۵ء)، ۷۔

3 ۔ ایاد خالد الطباع، علماء و مفکرون معاصرون (محمد الطاھر ابن عاشور)، (دمشق: دار القلم، الطبعۃ الاولی، ۲۰۰۵ء)، ۷۔

4 ۔ ابن عاشور محمد طاہر بن محمد، التحریر والتنویر، (تونس: الدار التونسیہ للنشر، ۱۹۸۴ء) ۱/ ۸۔

5 ۔ ابن عاشور محمد طاہر بن محمد، التحریر والتنویر، (تونس: الدار التونسیہ للنشر، ۱۹۸۴ء)، ۱/ ۲۶۔

ماہرینِ فن نے اہمال سے کام لیا ہے۔[6] امام غزالی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ اس اعتبار سے اصول کا تعلق قرآن اور علوم قرآن سے ہے۔ ۲۔ علم اصول کا دوسرا پہلو ہے کہ اس میں استنباط کے قواعد کا بیان ہوتا ہے جن کا لحاظ مفسر اور مستنبط کو معانی شرعیہ کا استنباط کرتے وقت رکھنا پڑتا ہے۔ اس اعتبار سے اصول فقہ کا تعلق مفسر سے ہوتا ہے۔

۲۔ مفہوم مخالف کی تفہیم اور ابن عاشور رحمہ اللہ تعالی کا مؤقف:

مفہوم اسم مفعول کا صیغہ ہے۔ اس کا مادہ اصلی فاء، ہاء اور میم ہے۔ یہ ادراک، علم اور بصیرت کا معنی دیتا ہے[7]۔ اور ہر وہ معنی جس کی لفظوں میں صراحت نہ ہو مفہوم کہلاتا ہے[8]۔ خالف خلف سے مشتق اور قدام کی نقیض ہے۔ مخالفت اور مضادۃ کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔[9] اہل اصول کے نزدیک مفہوم مخالف منطوق حکم کی نقیض کو مسکوت یعنی غیر مذکور کے لئے ثابت کرنے کا نام ہے۔ فقہاء نے اس کو اور بھی متعدد ناموں سے ذکر کیا ہے۔ جیسے دلیل الخطاب، تخصیص الشیء بالذکر، لحن الخطاب، مفہوم الخطاب، فحوی الخطاب، تنبیہ الخطاب وغیرہ۔[10]

راقم الحروف کا تبصرہ

اس مصدر کے متعدد اسماء اور نام ہیں۔ ان میں سے کسی بھی نام کو استعمال کیا جا سکتا ہے۔ تاہم اس مصدر کے لئے مخالف کا لفظ بطور نام استعمال کرنا اس کی حقیقت کے برعکس ہے۔ مفہوم مخالف کی حقیقت منطوق کے لئے مسکوت کی نقیض کو ثابت کرنا ہے۔ اور مخالفت کا معنی الٹ یا ضد ہے۔ ضد اور نقیض میں فرق ہوتا ہے۔ ضد خاص اور نقیض میں تعمیم ہوتی ہے۔ ضدین کا اجتماع نہیں ہو سکتا ارتفاع ہو سکتا ہے۔ نقیضین کا نہ اجتماع ہو سکتا ہے اور نہ ہی ارتفاع ہو سکتا ہے۔ اس لئے راقم الحروف کی رائے یہ ہے کہ اس مصدر کے لئے مخالف کے علاوہ کوئی اور نام استعمال کر لیا جائے تو زیادہ مناسب ہے اور شاید فقہاء کی اکثریت نے مخالف کے علاوہ دیگر اسماء کو استعمال کیا ہے جو اس امر کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

علامہ ابن عاشور رحمہ اللہ تعالی کا مفہوم مخالف سے متعلق مؤقف

علامہ ابن عاشور رحمہ اللہ نے مفہوم مخالف کی مصدریت سے متعلق دو اقوال کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ ا۔ جمہور جو مفہوم مخالف کی حجیت کے قائل ہیں۔ ۲۔ احناف جو صرف کلام شارع میں اس کی عدم حجیت کے قائل ہیں۔ البتہ کتب، تصنیفات و تالیفات اور کلام الناس میں احناف کی رائے جمہور کے مطابق ہے۔ علامہ ابن عاشور رحمہ اللہ نے فریقین کے دلائل ذکر کرنے کے بعد جمہور کے قول کی طرف اپنا رجحان ذکر کرتے ہوئے درج ذیل وجوہات کو ذکر فرمایا ہے۔[11]

ا۔ مفہوم مخالف کی حجیت پر قرآن وسنت کی صراحت

---

[6] ۔ ابن عاشور محمد طاہر بن محمد، التحریر والتنویر، (تونس: الدار التونسیہ للنشر، ۱۹۸۴)، ۱/ ۲۶۔

[7] ۔۔ احمد بن فارس القزوینی، معجم مقاییس اللغہ، (بیروت: دار الفکر، الطبعۃ،۱۹۷۹)، ۲/ ۵۵۔ وایضاً: ابن منظور جمال الدین محمد بن مکرم، لسان العرب، (بیروت: دار صادر)، ۱۲/ ۴۴۹۔

[8] ۔ انیس ابراہیم، المعجم الوسیط، (مجمع اللغۃ العربیۃ: مکتبۃ الشروق الدولیہ،)، ۳۰۰۔

[9] ۔ آمدی علی بن ابی علی، الاحکام فی اصول الاحکام، (بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۲۴ھ،)، ۳/ ۶۳۔

[10] ۔ البغدادی احمد بن علی بن برہان، الوصول الی الاصول، (الریاض: مکتبۃ المعارف، ۱۴۰۳ھ)، ۱/ ۳۳۵۔ الشافعی عبد الرحیم بن الحسن، نھایۃ السول فی شرح منہاج الاصول، (بیروت: عالم الکتب،)، ۲۰۵۔

[11] ۔ البدخشانی محمد انور، تیسیر اصول الفقہ (بنوری: ۲۰۰۴،)، ۶۰۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1, 2024

قرآن کریم میں مفہوم مخالف کی بنیاد پر ثابت ہونے والے حکم کو بطور تشریع ذکر کیا گیا ہے، جو اس امر کی واضح دلیل ہے کہ منطوق حکم کی نقیض مسکوت کے حق میں معتبر ہوتی ہے۔اس کی چند نظائر درج ذیل ہیں۔

۱۔اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

ولا تمسکوھن ضرارا لتعتدوا[12]۔۔۔عورتوں کو تکلیف کے طور پر مت روکو تاکہ تم ان پر زیادتی کرو۔اس کا منطوق حکم ہے کہ عورتوں کو تکلیف دینے کے ساتھ نکاح میں رکھنا جائز ہے۔اور اس کا مفہوم مخالف ہے کہ معروف یعنی بغیر تکلیف دئے عورتوں کو نکاح میں رکھنا۔یہ حکم اللہ تعالی نے آئندہ آنے والے جملے میں میں صراحتاً ذکر فرمایا ہے۔ارشاد باری تعالی ہے:فامسکوھن بمعروف[13]یعنی عورتوں کے معروف طریقے سے اپنے عقد میں رکھو۔لہذا معلوم ہوا کہ مفہوم مخالف معتبر ہے۔[14]

۲۔حضرت موسی علیہ السلام نے اپنی قوم کو قوم عمالقہ سے برسرپیکار ہونے کا حکم دیا، جس پر قوم کا جواب قرآن کریم نے یوں نقل فرمایا ہے۔ارشاد باری تعالی ہے:

قَالُوا يَا مُوسَى إِنَّ فِيهَا قَوْمًا جَبَّارِينَ وَإِنَّا لَنْ نَدْخُلَهَا حَتَّى يَخْرُجُوا مِنْهَا فَإِنْ يَخْرُجُوا مِنْهَا فَإِنَّا دَاخِلُونَ-[15]

انھوں نے کہا اے موسیٰ! بے شک اس میں ایک بہت زبردست قوم ہے اور بے شک ہم ہرگز اس میں داخل نہ ہوں گے، یہاں تک کہ وہ اس سے نکل جائیں، پس اگر وہ اس سے نکل جائیں تو ہم ضرور داخل ہونے والے ہیں۔

اس آیت مبارکہ میں محل استدلال ""حَتَّى يَخْرُجُوا مِنْهَا" ہے۔منطوق حکم ہے قوم جبار کا بستی سے نکل جانا۔اور اس کا مفہوم مخالف (مفہوم غایت) ہے، قوم موسی علیہ السلام کا قوم جبار کی بستی میں داخل ہونا۔جس کی صراحت آخری جملے میں اللہ تعالی نے خود فرما دی ہے۔ فَإِنْ يَخْرُجُوا مِنْهَا فَإِنَّا دَاخِلُونَ۔جب اللہ تعالی نے مفہوم مخالف سے ثابت ہونے والے حکم کی تصریح فرمادی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ مفہوم مخالف معتبر ہے۔[16]

۳۔علامہ ابن عاشور رحمہ اللہ کے نزدیک مفہوم مخالف کے اصول ومعیارات

علامہ ابن عاشور رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں۔علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ مفہوم مخالف علی الاطلاق غیر معمول بہ ہے۔البتہ اس کے معمول بہ ہونے کی مقدار اور کیفیت میں علماء اصول مختلف الآراء ہیں، تاہم کچھ اصول ومعیارات کا تعین کرلینے کی صورت میں فقہاء کا یہ اختلاف کم ہو جاتا ہے۔اور جن مفاسد اور مفاہیم کے بگاڑ کی بنیاد پر اس کی عدم حجیت پر استدلال کیا جاتا ہے ان سے بچا جاسکتا ہے، اور ان کو صحیح محمل پر محمول کیا جاسکتا ہے۔آپ فرماتے ہیں۔

ان ھذا المفہوم غیر معمول بہ باطراد لکنھم اختلفوا فی المقدار المعمول بہ منہ بحسب اختلاف الادلة الثابتة من الکتاب والسنة[17]-----

[12] ۔سورۃ البقرہ،۲:۲۳۱۔

[13] ۔سورۃ البقرۃ،۲:۲۳۱

[14] ۔ابن عاشور محمد طاہر بن محمد، التحریر والتنویر،۲/۴۲۳۔

[15] ۔سورۃ المائدۃ،۵:۲۲۔

[16] ۔ابن عاشور محمد طاہر بن محمد، التحریر والتنویر،۶/۱۶۳۔

[17] ۔ابن عاشور محمد طاہر بن محمد، التحریر والتنویر،۲/۱۳۷۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1, 2024

علامہ ابن عاشور رحمہ اللہ نے جن اصول ومعیارات کی طرف اشارہ فرمایا ہے وہ درج ذیل ہیں۔

1۔ منطوق میں قید کا اغلبیت وعادت کے طور پر ہونا[18]:

اس کی مثال ہے کہ حالت سفر میں مالی معاملہ کرنے کی کوئی صورت پیش آجائے اور اس کو ضبطِ تحریر میں لانا ممکن نہ ہو تو ایسی صورت میں مدیون دائن کے پاس کوئی چیز گروی رکھ دے۔ یہ حکم قرآن کریم کی آیت مبارکہ سے ثابت ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

وَإِنْ كُنْتُمْ عَلَى سَفَرٍ وَلَمْ تَجِدُوا كَاتِبًا فَرِهَانٌ مَقْبُوضَةٌ[19]۔

یعنی بحالت سفر اگر ادھار کا لین دین ہو اور کوئی لکھنے والا نہ ملے یا ملے مگر قلم و دوات یا کاغذ نہ ہو تو رہن رکھ لیا کرو اور جس چیز کو رہن رکھنا ہو اسے حقدار کے قبضے میں دے دو۔

اس آیت مبارکہ میں رہن مقبوض کا حکم دو قیودات کے ساتھ مقید ہے۔ ۱۔ معاملہ حالت سفر میں ہو۔ ۲۔ لکھنے کی سہولت دستیاب نہ ہو۔ حالانکہ رہن کی مشروعیت ان قیودات کے ساتھ مقید نہیں ہے۔ یہ حالت حضر میں بھی درست ہے اور لکھنے کی سہولت موجود ہونے کی صورت میں بھی درست ہے۔ یہ دونوں قیودات عادت اور اغلبیت کے طور پر ہیں۔ اس لئے کہ نزولِ قرآن کے زمانہ میں اہل عرب کے حالات ایسے تھے کہ عام طور پر حالت سفر میں لکھنے کی سہولت کی عدم دستیابی ہوتی تھی۔ لہذا اس آیت مبارکہ کا مفہوم مخالف حجت نہیں ہے یعنی حالت حضر اور کاتب کی دستیابی کی صورت میں رہن کے معاملے کی عدم مشروعیت۔ اس طرح ربائب سے حرمتِ نکاح حجور کی قید کے ساتھ مذکور ہے۔ ارشاد ربانی ہے: وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُم[20] الخ یہ بھی عادت کے طور پر ہے۔

علامہ ابن عاشور رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

واما جمہور اہل العلم فجعلوا ھاذا الوصف بیانا للواقع خارجا مخرج الغالب وجعلوا الربیبة حراما علی زوج امھا و لولم تکن ھی فی حجرہ۔[21]

اس کا حاصل یہ ہے کہ جمہور کے نزدیک یہ وصف واقعہ اور عادت کو بیان کرنے کے لئے ہے۔ ربیبہ دونوں صورتوں میں خاوند کے لئے حرام ہے۔ اس کی پرورش میں ہو یا نہ ہو۔

2۔ منطوق حکم میں قید کا صورتِ واقعہ کی بنیاد پر ہونا

بسا اوقات منطوق میں قید اہل تخاطب کی خاص حالت کی بنیاد پر لگائی جاتی ہے جو انہیں کے ساتھ مختص ہوتی ہے۔ ایسی صورت میں بھی مفہوم مخالف کا اعتبار نہیں کیا جاتا۔ جیسے اللہ تعالی نے قتل اولاد کی ممانعت کو املاق و افلاس کی قید کے ساتھ ذکر فرمایا ہے۔ ارشاد ربانی ہے: وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلَاقٍ[22]۔ اور اپنی اولاد کو مفلسی کے ڈر سے قتل نہ کرو۔ حالانکہ اولاد کو قتل کرنا مطلقاً منع ہے۔ چونکہ اس زمانے میں جو لوگ

---

[18] ۔ابن عاشور محمد طاہر بن محمد، التحریر والتنویر، ۲/۱۳۷۔

[19] ۔ سورۃ البقرۃ۔۲:۲۸۳۔

[20] ۔ سورۃ النساء۔۳:۲۳۔

[21] ۔ ابن عاشور محمد طاہر بن محمد، التحریر والتنویر، ۲/۲۹۹۔

[22] ۔ سورۃ الاسراء، ۱۷:۳۱۔

مخاطب تھے وہ املاق و غربت کی وجہ سے اپنی بچیوں کا قتل کرتے تھے اس لئے اللہ تعالی نے آیت مبارکہ میں یہ قید صورت واقعہ کی بنیاد پر ذکر کی ہے۔لہذا اس کا مفہوم مخالف معتبر نہیں۔

علامہ ابن عاشور رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

ومع كون الفقر لا يصلح ان يكون داعيا لقتل النفس فقد بين الله تعالى انه لما خلق الاولاد فقد رزقهم فذكر هذا القيد لحاجة المخاطبين اليه [23] ------ و نظيره قوله تعالى :يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا الرِّبَا أَضْعَافًا مُضَاعَفَةً وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ۔

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! مت کھاؤ سود کئی گنا، جو دگنے کیے ہوئے ہوں اور اللہ سے ڈرو، تاکہ تم فلاح پاؤ۔[24]

علامہ ابن عاشور رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔فقر قتل نفس کا سبب نہیں بن سکتا۔اس لئے کہ اللہ تعالی نے جو مخلوق پیدا کی ہے،اس کا رزق بھی پیدا فرمایا ہے۔املاق و افلاس کی قید اہل تخاطب کی حالت کی وجہ سے ہے۔یہی توجیہ آیت ربا کی ہے۔

یہی حکم آیت ربا کا ہے جس میں سود کی حرمت کو اضعافاً مضاعفا[25] کی قید کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اس لئے کہ سود بھی مطلقاً ممنوع ہے۔

علامہ ابن عاشور رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

فالحال وارد لحكاية الواقع فلا تفيد مفهوما لان شرط استفادة المفهوم من القيود ان لا يكون القيد الملفوظ به جرى لحكاية الواقع۔[26]

اس کا حاصل یہ ہے کہ جب قید کا مقصد کسی واقعہ کی حکایت ہو تو مفہوم مخالف معتبر نہیں ہوتا

3۔منطوق حکم میں قید کا خاص پس منظر میں ہونا

بسا اوقات حکم کو مقید کرنے سے مقصود ہی یہ ہوتا ہے کہ حکم کو اسی صورت کے ساتھ مختص کر دیا جائے یہ اس موقع پر ہوتا ہے جب حکم کسی خاص پس منظر کی بنیاد پر ہو۔ایسی صورت حال میں مفہوم مخالف معتبر نہیں ہوتا۔جیسے اللہ تعالی نے ایک نوع کے افراد میں تفاضل کی نفی کرنے کے لئے اور ان میں برابری اور مساوات کو قائم رکھنے کے لئے ارشاد فرمایا:

وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْأَنْفَ بِالْأَنْفِ وَالْأُذُنَ بِالْأُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهِ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ۔[27]

اور ہم نے اس میں ان پر لکھ دیا کہ جان کے بدلے جان ہے اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور سب زخموں میں برابر بدلہ ہے، پھر جو اس (قصاص) کا صدقہ کر دے تو وہ اس کے لیے کفارہ ہے اور جو اس کے مطابق فیصلہ نہ کرے جو اللہ نے نازل کیا ہے تو وہی لوگ ظالم ہیں۔

علامہ ابن عاشور رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

---

[23] ۔ابن عاشور محمد طاہر بن محمد،التحریر والتنویر،۴/۲۹۹۔

[24] ۔سورۃ آل عمران،۳:۱۳۰۔

[25] ۔سورۃ آل عمران،۳:۱۳۰۔

[26] ۔ابن عاشور محمد طاہر بن محمد،التحریر والتنویر،۴/۸۶۔

[27] ۔سورۃ المائدہ،۵:۴۵۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1, 2024

فالتقييد لبيان عدم التفاضل في افراد النوع ولا مفهوم له فيماعدا ذلک من تفاضل الانواع اثباتاً ولانفياً۔۔۔ نزلت في قوم قالوا لنقتلن الحر بالعبد والذكر بالانثى۔[28]

اس عبارت کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالی نے ایک نوع کے افراد میں برابری کو ذکر فرمایا ہے۔ اہل عرب کے کچھ قبائل کی ذہنیت یہ تھی کہ ان کے غلام کو قتل کرنے کی صورت میں وہ آزاد کو قصاصاً قتل کریں گے اور مؤنث کے بدلہ میں مذکر کو قتل کیا جائے گا اللہ تعالی نے اس آیت میں اس ذہنیت کو ختم فرمایا ہے۔ اور ایک نوع کو دوسری کے برابر قرار دیا ہے۔ لہذا اس کا مفہوم مخالف غیر معتبر ہے۔

4۔ منطوق کا وصفِ غیر مقصود کے ساتھ مقید ہونا

بسا اوقات گفتگو میں ایسا وصف ذکر کر دیا جاتا ہے جس کا باقاعدہ کوئی مقصد نہیں ہوتا یعنی وصف غیر مقصود کے ساتھ کلام کو ذکر کر دیا جاتا ہے۔ ایسی صورتِ حال میں بھی مفہوم مخالف معتبر نہیں ہوتا۔ اس کی مثال ہے کہ بیوی کو عدم مساس کی صورت میں ضرورت پڑنے کے موقع پر طلاق دی جاسکتی ہے۔ ارشاد ربانی ہے: لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ مَا لَمْ تَمَسُّوهُنَّ [29] الخ تم پر کوئی گناہ نہیں اگر تم عورتوں کو طلاق دے دو، جب تک تم نے انھیں ہاتھ نہ لگایا ہو۔ اس میں اصل مقصد طلاق کے متعلق عدم حرج کا بیان ہے عدم مساس کی قید بلا مقصد ہے جس کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ علامہ ابن عاشور رحمہ اللہ فرماتے ہیں: فلا دليل له لان الصفة لم تقصد لتعلق الحكم بها وانما قصد بها رفع الجناح عمن طلق قبل المسيس۔۔۔ فصار كانه مذكور ابتداء من غير تعليق على صفة۔[30] صفت مذکورہ غیر مقصود ہے اس پر حکم کی تعلیق نہیں ہے۔ اس کو یوں بھی کہا جاسکتا ہے یہ کلام بغیر کسی قسم کی تعلیق اور قید کے ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ علامہ ابن عاشور رحمہ اللہ کے نزدیک مفہوم مخالف سے استنباطِ احکام کے چار اصول ہیں۔

۱۔ منطوق میں قید کا اغلبیت وعادت کے طور پر ہونا۔ ۲۔ منطوق حکم میں قید کا صورتِ واقعہ کی بنیاد پر ہونا۔ ۳۔ منطوق حکم میں قید کا خاص پس منظر میں ہونا۔ ۴۔ منطوق حکم کا وصفِ غیر مقصود کے ساتھ مقید ہونا۔

۴۔ علامہ ابن عاشور رحمہ اللہ تعالی کے نزدیک مفہوم مخالف کی اقسام

مفہوم مخالف کی متعدد و متنوع اقسام ہیں۔ اسی تنوع اور تعدد کی بنیاد پر اہل اصول کی اس کے اقسام سے متعلق آراء بھی مختلف ہیں۔ علامہ ابن عاشور رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں جن اقسام کی طرف اشارہ فرمایا ہے وہ درج ذیل ہیں۔

۱۔ مفہوم غایت کا تعارف و تفہیم

---

28 ۔ ابن عاشور محمد طاہر بن محمد، التحریر والتنویر، ۲/ ۱۳۸۔

29 ۔ سورۃ البقرہ، ۲:۲۳۶۔

30 ۔ ابن عاشور محمد طاہر بن محمد، التحریر والتنویر، ۲/ ۱۳۸۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1, 2024

غایت کا لغوی معنی مدی الشیءیعنی کسی چیز کی انتہاء ہوتا ہے۔اس کی اصل ہے الغیبۃ یاء کو الف سے بدل کر غایۃ استعمال کیا جاتا ہے[31]۔اور غایت کا اصطلاحی معنی ہے۔نهاية الشيء المقتضية لثبوت الحكم قبلها وانتفاءه بعدها۔یعنی[32]کسی بھی چیز کی انتہاء جو اس کا تقاضا کرے کہ حکم اس سے پہلے تک ثابت ہے اور اس کے بعد والوں کے لئے منفی ہے۔مفہوم غایت کا تعارف ہے۔

مايفهم من مد الحكم الى غاية باحدى ادوات الغاية و هى الى،حتى،و اللام۔حروف غایت(الی،حتی اور لام)میں سے کسی ایک کے ساتھ حکم کو غایت تک پہچانا مفہوم غایت کہلاتا ہے۔

علامہ ابن عاشور رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں۔

> كان قوله تعالى:ثم اتموا الصيام الى الليل[33]۔ تصريحاً بمفهوم الغاية ليبنى عليه ----- منطوقه دال على وجوب استمرار الصيام الى الليل بيانالنهاية وقت الصيام۔[34]"الى الليل،
>
> مفہوم غایت کے معتبر ہونے کی طرف اشارہ ہے۔اور یہ اسی لئے لایا گیا ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ روزہ رات کے شروع ہوتے ہی ختم ہو جاتا چاہیے۔

۲۔مفہوم حصر کا تعارف و تفہیم

حصر کا لغوی مطلب تنگ کرنا یا کسی چیز کو گھیرنا ہے[35]۔جب کہ مفہوم حصر کی اصطلاحی تفہیم:هو اثبات نقيض حكم المنطوق للمسكوت عنه بصيغة انما ونحوها ويكون نفى الحكم عن تلك الصفة موجبا لاثباته عند عدمها۔[36]یعنی انما اور دوسرے کلمات حصر کے ساتھ منطوق کی نقیض کو مسکوت کے لئے ثابت کرنے کا نام مفہوم حصر ہے۔مخصوص وصف کے ساتھ حکم کا اثبات اس کے نہ ہونے کی صورت میں نفی کا سبب بنتا ہے۔اس کی مثال اللہ تعالی کا ارشاد ہے:مَا يُجَادِلُ فِي آيَاتِ اللَّهِ إِلَّا الَّذِينَ كَفَرُوا[37]۔اللہ کی آیات میں جھگڑا نہیں کرتے مگر وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا۔اس کی تفسیر میں ابن عاشور رحمہ اللہ قمطراز ہیں۔

> ان الذين آمنوا لا يجادلون فى آيات الله كذلك امر معلوم مقرر فيجوز ان يجعل المراد بالذين كفروا نفس المجادلين فى آيات الله۔[38]
>
> بے شک مفہوم حصر یہ ہے کہ ایمان والے اللہ تعالی کی آیات میں جھگڑا نہیں کرتے۔اور یہ ثابت شدہ اور پختہ بات ہے۔لہذا آیت مبارکہ کا معنی ہے کہ مجادلین فی آیات اللہ کفار ہیں۔

۳۔مفہوم صفت کا تعارف و تفہیم

---

31 ۔الدکتور محمد الکتانی،موسوعۃ المصطلح فی التراث العربی،(بیروت:دار الکتب العلمیہ۔الطبعۃ الاولی،۲۰۱۴ء)،۱۷۴۸۔

32 ۔الشوکانی محمد بن علی،ارشاد الفحول الی تحقیق الحق من علم الاصول،(الریاض:دار الفضیلۃ للنشر والتوزیع،الطبعۃ الاولی ۲۰۰۰ء)،۱/۷۷۶۔

33 ۔سورۃ البقرۃ،۲:۱۸۷۔

34 ۔ابن عاشور محمد طاہر بن محمد،التحریر والتنویر،۲/۱۸۴۔

35 ۔الدکتور محمد الکتانی،موسوعۃ المصطلح فی التراث العربی،(بیروت:دار الکتب العلمیہ۔الطبعۃ الاولی،۲۰۱۴ء)،۸۵۶۔

36 ۔ابن عاشور محمد طاہر بن محمد،التحریر والتنویر،۲/۱۸۴۔

37 ۔سورۃ المؤمن،۴۰:۴۔

38 ۔ابن عاشور محمد طاہر بن محمد،التحریر والتنویر،۸۲/۲۴۔

صفت وصف وصفت الشيء وصفا وصفة سے ماخوذ ہے۔ اس کو وصف بھی پڑھا جاتا ہے اور صفۃ بھی[39]، وصف سے مراد: ھی الاسم الدال علی بعض احوال الذات وھی الامارة اللازمة بذات الموصوف[40] یعنی صفت سے مراد وہ اسم ہے جو کسی ذات کی حالت کو بیان کرتا ہو۔ وصف کسی بھی ذات کی لازمی نشانی کا نام ہے۔ جب کہ مفہوم وصف سے مراد: وھو ان یکون اللفظ عام مقترنا بصفة خاصة[41] یعنی لفظ کا عام ہونا اور صفت خاص کے ساتھ ملا ہونا۔ اس کی مثال ہے۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ[42]۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو! بہت سے گمان سے بچو، یقیناً بعض گمان گناہ ہیں۔ اس آیت مبارکہ سے استدلال کرتے ہوئے علامہ ابن عاشور رحمہ اللہ تعالی رقمطراز ہیں۔ وقد علم من قوله تعالی:

> اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِنَ الظَّنِّ۔ و تبینه بان بعض الظن اثم ان بعضا من الظن لیس اثماً وانا لم نؤمر باجتناب الظن الذی لیس باثم۔ لان كثیرا وصف فمفهوم المخالفة منه یدل علی ان كثیرا من الظن لم نؤمر باجتنابه[43]

اس کا مطلب ہے کہ بعض گناہ ایسے بھی ہیں جو گناہ کے زمرے میں نہیں آتے اور ایسے گمان سے اجتناب کے ہم مکلف نہیں ہیں۔ لفظ کثیرا وصف ہے اس کا مفہوم مخالف ہے کہ اکثر گمان درست ہوتے ہیں۔

۴۔ مفہوم شرط کا تعارف و تفہیم

شرط کا لغوی معنی[44]: وھو اللفظ الذی دخلت علیه اداة الشرط یعنی وہ لفظ جس پر حرف شرط داخل ہوتا ہے۔ اور اصطلاحی معنی ہے: ھو الذی یتوقف علیه تاثیر المؤثر لا وجود المؤثر[45] یعنی جس پر مؤثر کا اثر موقوف ہوتا ہے اس کی مثال ہے۔ فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ أَوْ فَارِقُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ[46]۔ پھر جب وہ اپنی میعاد کو پہنچنے لگیں تو انھیں اچھے طریقے سے روک لو، یا اچھے طریقے سے ان سے جدا ہو جاؤ۔ مفہوم شرط کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ ابن عاشور رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

> وقد دل مفهوم الشرط فی قوله تعالی: فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ۔ علی انهن فی مدة الاجل منهیات عن افعال فی انفسهن كالتزوج وما یتقدمه من الخطبة و التزین فاما التزوج فی العدة فقد اتفق المسلمون علی منعه۔[47]

[39] ۔ الدکتور محمد الکتانی، موسوعۃ المصطلح فی التراث العربی، (بیروت: دار الکتب العلمیہ۔ الطبعۃ الاولی، ۲۰۱۴ء)، ۳۰۴۵۔

[40] ۔ النملہ، عبد الکریم بن علی: المھذب فی علم اصول الفقہ المقارن، ۱۷۷۷۔

[41] ۔ المرداوی، علی بن سلیمان: تحریر المنقول و تھذیب الاصول، ۲۵۵۔

[42] ۔ سورۃ الحجرات، ۴۹:۱۲۔

[43] ۔ ابن عاشور محمد طاہر بن محمد، التحریر والتنویر، (تونس: الدار التونسیہ للنشر والتوزیع، الطبعۃ)، ۲۶/ ۲۵۳۔

[44] ۔ الدکتور محمد الکتانی، موسوعۃ المصطلح فی التراث العربی، (بیروت: دار الکتب العلمیہ۔ الطبعۃ الاولی، ۲۰۱۴ء)، ۱۳۴۶۔

[45] ۔ نفس مصدر

[46] ۔ سورۃ البقرۃ، ۲:۲۳۴۔

[47] ۔ ابن عاشور محمد طاہر بن محمد، التحریر والتنویر، (تونس: الدار التونسیہ للنشر والتوزیع، الطبعۃ)، ۲/ ۴۴۶۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1, 2024

اس کا حاصل یہ ہے کہ اس جملے کا مفہوم شرط (فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ) اس پر دلالت کرتا ہے کہ دوران عدت نکاح کرنا ،نکاح کا پیغام دینا یا زیب وزینت اختیار کرنا منع ہے اور دوران عدت نکاح کی عدم مشروعیت پر اجماع ہے۔

۵۔ مفہوم عدد کا تعارف و تفہیم

عدد کا لغوی معنی: ھی الکمیة المتالفة من الوحدات یعنی وہ تعداد جو مختلف وحدات سے مرکب ہوتی ہے۔ مفہوم عدد سے مراد: ھو تعلیق الحکم بعدد مخصوص یدل علی انتفاء الحکم فیماعدا ذلک العدد زائدا کان او ناقصًا یعنی حکم کو مخصوص عدد کے ساتھ معلق کرنا جو اس عدد کے علاوہ میں حکم کے نہ ہونے پر دلالت کرتا ہے اس عدد سے کم میں ہو یا زیادہ میں۔ اس کی مثال اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ[48]۔ جو زنا کرنے والی عورت ہے اور جو زنا کرنے والا مرد ہے، سو دونوں میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارو۔

علامہ ابن عاشور رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

> عدد مائة قید للعقوبة کما دل المنطوق فمفهوم المخالفة یفید عدم الزیادة او النقص عن مفهوم العدد والنهی عن ان تاخذهم رافة کنایة عن النهی عن اثر ذلک وهو ترک الحد او نقصه۔[49]
>
> یعنی مائة قید ہے عقوبت کی جس میں نہ کمی ہو سکتی ہے نہ زیادتی۔ اور اگلے جملے میں رافۃ کی نفی سے مراد بھی حد میں کمی زیادتی کی نفی کرنا ہی ہے۔

٦۔ مفہوم استثناء کا تعارف و تفہیم

استثناء باب استفعال کا مصدر ہے[50]۔ مفہوم استثناء کا مطلب: یدل علی ثبوت ضد الحکم السابق للمستثنی منه للمستثنی فان کانت القضیة السابقة نفیاً کان المستثنی مثبتاً او اثباتاً کان منفیًا ہے۔ یعنی حکم سابق کی ضد کو مستثنی کے لئے ثابت کرنے کا نام ہے۔ اگر پہلا جملہ نفی ہے تو مستثنی مثبت ہو گا اور اگر پہلا مثبت ہے تو منفی ہو گا۔ اس کی مثال حق تعالی کا ارشاد ہے۔

> وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَأْخُذُوا مِمَّا آتَيْتُمُوهُنَّ شَيْئًا إِلَّا أَنْ يَخَافَا أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ۔[51]
>
> یہ طلاق (رجعی) دوبارہ ہے، پھر یا تو اچھے طریقے سے رکھ لینا ہے، یا نیکی کے ساتھ چھوڑ دینا ہے اور تمھارے لیے حلال نہیں کہ اس میں سے جو تم نے انھیں دیا ہے کچھ بھی لو، مگر یہ کہ وہ دونوں ڈریں کہ وہ اللہ کی حدیں قائم نہیں رکھیں گے۔ پھر اگر تم ڈرو کہ وہ دونوں اللہ کی حدیں قائم نہیں رکھیں گے تو ان دونوں پر اس میں کوئی گناہ نہیں جو عورت اپنی جان چھڑانے کے بدلے میں دے دے۔

اس کی تفسیر میں علامہ ابن عاشور رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں۔

---

48 ۔ سورۃ النور، ۲:۲۴۔

49 ۔ ابن عاشور محمد طاہر بن محمد، التحریر والتنویر، (تونس: الدار التونسیہ للنشر والتوزیع، الطبعۃ)، ۲/۴۴۶۔

50 ۔ الدکتور محمد الکتانی، موسوعۃ المصطلح فی التراث العربی، (بیروت: دار الکتب العلمیہ۔ الطبعۃ الاولی، ۲۰۱۴ء)، ۱۴۱۔

51 ۔ سورۃ البقرۃ، ۲:۲۲۹۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1, 2024

فان ا لله اکد هذا الحکم اذ قال: إِلَّا أَنْ يَخَافَا أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ۔لان مفہوم الاستثناء قریب من الصریح فی انهما ان لم یخافا ذلک لایحل الخلع واکده بقوله: اللَّهِ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ۔فان مفہومه انهما ان لم یخافاذلک ثبت الجناح ثم اکد ذلک کله بالنهی۔[52]

اس کا حاصل یہ ہے کہ طلاق کی اجازت ہے جب زوجین حدود اللہ کو قائم نہ رکھ سکیں،(إِلَّا أَنْ يَخَافَا أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ)اس کا مفہوم استثناء ہے جب یہ خوف نہ ہو تو خلع کی اجازت نہیں ہے۔اسی طرح اگلے جملے کا مفہوم ہے کہ خوف نہ ہونے کی صورت میں نکاح ختم کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ علامہ ابن عاشور رحمہ اللہ تعالی نے اپنی تفسیر میں استنباطِ احکام کے ضمن میں مفہوم مخالف کی چھ اقسام کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔۱۔مفہوم غایت،۲۔مفہوم صفت،۳۔مفہوم حصر،۴۔مفہوم شرط،۵۔مفہوم عدد،مفہوم استثناء۔

۵۔ابن عاشور کے نزدیک مفہوم مخالف کی بنیاد پر استدلالات کی افادیت ونظائر

علامہ ابن عاشور رحمہ اللہ تعالی نے اپنی تفسیر میں مفہوم مخالف کو بنیاد بنا کر متعدد مسائل و احکام کا استنباط کیا ہے جو اس مصدر کی اہمیت وافادیت کو واضح کرتا ہے۔درج ذیل امور سے اس کی افادیت سامنے آتی ہے۔

۱۔حکم میں تغیر و تبدیلی کی طرف اشارہ

بسا اوقات مفہوم مخالف کی بنیاد پر نصوصِ شرع میں وارد حکم میں تغیر و تبدیلی کا فائدہ حاصل ہوتا ہے جیسے اللہ تعالی کا ارشاد ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِيَسْتَأْذِنكُمُ الَّذِينَ مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ وَالَّذِينَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنكُمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ مِن قَبْلِ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَحِينَ تَضَعُونَ ثِيَابَكُم مِّنَ الظَّهِيرَةِ وَمِن بَعْدِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ ثَلَاثُ عَوْرَاتٍ لَّكُمْ[53]۔

اے لوگو جو ایمان لائے ہو!لازم ہے کہ تم سے اجازت طلب کریں وہ لوگ جن کے مالک تمھارے دائیں ہاتھ ہوئے اور وہ بھی جو تم میں سے بلوغت کو نہیں پہنچے، تین بار، فجر کی نماز سے پہلے اور جس وقت تم دوپہر کو اپنے کپڑے اتار دیتے ہو اور عشاء کی نماز کے بعد۔یہ تین تمھارے لیے پردے (کے وقت)ہیں۔

اس آیت مبارکہ کی روشنی میں معلوم ہوتا ہے کہ عمومی حالات میں (تین اوقات کے علاوہ) داخلے کی اجازت سے دو قسم کے لوگ مستثنی ہیں۔مملوک اور نابالغ بچے،نابالغ بچوں کے لئے ارشاد ربانی ہے:وَالَّذِينَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنكُمْ اس کا مفہوم مخالف ہے۔اذا بلغ الاطفال منکم[54]یعنی بچے جب بالغ ہو جائیں تو ان کا حکم تبدیل ہو گا جس کی تصریح اگلی آیت یا دوسری جگہ موجود ہے۔[55]

۲۔مفہوم مخالف بطور مرجح

مفہوم مخالف کو دوسری ادلہ سے مستنبط کسی مسئلہ کے لئے بطور وجہ ترجیح لیا جا سکتا ہے۔مثلاً گمان کو شریعت میں ظن کہا جاتا ہے۔ظن دو طرح کا ہوتا ہے۔۱۔حسن ظن،۲۔سوء ظن یعنی وہ برا گمان جو دلیل کی بنیاد پر ہو جیسے کسی شخص کو برائی کرتا دیکھ کر اس برائی کا گمان اس سے متعلق

---

[52] ۔ابن عاشور محمد طاہر بن محمد،التحریر والتنویر،۲/۴۴۶۔

[53] ۔۔سورۃ النور،۲۴:۵۸۔

[54] ۔سورۃ النور،۲۴:۵۹۔

[55] ۔ابن عاشور محمد طاہر بن محمد،التحریر والتنویر،۱۸/۲۹۶۔

رکھنا۔شرعاً حسن ظن کی اجازت ہے۔اور بدگمانی کی ممانعت ہے۔حسن ظن کا اثبات جس طرح دوسری ادلہ سے ہے۔اسی طرح کے مفہوم مخالف سے بھی ثابت ہوتا ہے۔[56]

۳۔مفہوم مخالف سے استنباطِ احکام استدلال بالنص

مفہوم مخالف آسان اور سادہ مصدرِ استدلال ہے جو الفاظِ نصوص سے تعلق رکھتا ہے۔لہٰذااس کو بطور مصدر اختیار کرنے کی صورت میں یہ استدلال براہِ راست نص ہی سے استدلال ہو گا۔اس کی ایک مثال سے وضاحت درج ذیل ہے۔انقطاع حیض کے بعد جماع کے لئے جمہور کے نزدیک غسل شرط ہے۔اس کی دلیل قرآن پاک کی آیتِ مبارکہ کا مفہوم غایت یا مفہوم شرط ہے۔ارشادربانی ہے۔

وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّى يَطْهُرْنَ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ[57]۔

سو حیض میں عورتوں سے علیحدہ رہو اور ان کے قریب نہ جاؤ، یہاں تک کہ وہ پاک ہو جائیں، پھر جب وہ غسل کر لیں تو ان کے پاس آؤ جہاں سے تمھیں اللہ نے حکم دیا ہے۔

پہلے جملے کے مفہوم غایت سے معلوم ہوتا ہے کہ طہارت شرعیہ حاصل کرنے کے بعد جماع ہو سکتا ہے۔اور آئندہ آنے والے جملے کے مفہوم شرط سے سمجھ آتا ہے کہ جب تک طہارت شرعیہ کا حصول نہ ہو جماع جائز نہیں ہے۔اس مسئلے کے استنباط میں کوئی پیچیدگی نہیں ہے۔جیسے کہ دوسرے ائمہ سے منقول ہے یعنی قرات کو تشدید پر محمول کرنا یا تخفیف پر اور پھر مسئلہ کا استنباط کرنا۔

علامہ ابن عاشور رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

الاكتفاء بالاستدلال من النص بمفهوم المخالفه ولا حاجة للبحث عن ادلة اخرى۔[58]

یعنی مفہوم مخالف کی بنیاد پر احکام کا استنباط کرنا کافی ہے۔اس صورت میں دیگر ادلہ کی احتیاج باقی نہیں رہتی۔

۴۔نصوص کی معنویت وتحسین میں اضافہ

ایجاز کا معنی اختصار ہے اور بدیع کا مطلب کلام میں خوبصورتی کے طرق کو اختیار کرنا ہے۔مفہوم مخالف سے بسا اوقات ایجازِ بدیع کا فائدہ بھی حاصل ہوتا ہے جو نصوص کی تحسین اور معنویت میں اضافہ کرتا ہے۔اس کی مثال اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَتْلُونَهُ حَقَّ تِلَاوَتِهِ أُولَئِكَ يُؤْمِنُونَ بِهِ وَمَنْ يَكْفُرْ بِهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ[59]۔

وہ لوگ جنھیں ہم نے کتاب دی ہے، اسے پڑھتے ہیں جیسے اسے پڑھنے کا حق ہے، یہ لوگ اس پر ایمان رکھتے ہیں اور جو کوئی اس کے ساتھ کفر کرے تو وہی لوگ خسارہ اٹھانے والے ہیں۔

اس آیت مبارکہ میں أُولَئِكَ يُؤْمِنُونَ کے ذریعے اشارہ ہے کہ جو لوگ تلاوت کرتے ہیں وہ مومن ہیں، نفع اٹھانے والے ہیں۔(اولئک هم المؤمنون ،هم الرابحون، هم الفائزون) اور اس کا مفہوم مخالف ہے۔ دون غيرهم، فهم كافرون، والكافرون هم الخاسرون۔[60]

---

[56] ۔ابن عاشور محمد بن طاہر، التحریر اوالتنویر، ۲۶/۲۳۵۔

[57] ۔سورۃ البقرۃ، ۲/۲۲۲۔

[58] ۔ابن عاشور محمد بن طاہر، التحریر اوالتنویر ۲/۳۶۸۔

[59] ۔سورۃ البقرۃ، ۲/۱۲۱۔

[60] ۔ابن عاشور محمد طاہر بن محمد، التحریر والتنویر، ۱/۶۹۷۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1, 2024

اسلام کے علاوہ آسمانی مذاہب میں یھودی اور عیسائی بھی شامل ہیں۔ اللہ تعالی نے قرآن کریم میں اہل یھود اور اہل نصاری کے متعلق ذکر فرمایا ہے کہ یہ دونوں اس زعم میں مبتلا ہیں کہ نجات ان کے دین میں ہے چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

وَقَالُوا كُونُوا هُودًا أَوْ نَصَارَى تَهْتَدُوا قُلْ بَلْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ[61]۔ اور انھوں نے کہا یہودی ہو جائو، یا نصرانی ہدایت پا جائو گے، کہہ دے بلکہ (ہم) ابراہیم کی ملت (کی پیروی کریں گے) جو ایک اللہ کا ہونے والا تھا اور مشرکوں سے نہ تھا۔ اس آیت مبارکہ میں کونوا۔۔۔ الخ امر ہے۔ اور تھتدوا جواب امر ہے۔ اس سے اشارہ ہے شرط کی طرف یعنی من لم يكن يهوديا لایراه اليهود مهتديا ومن لن يكن نصرانيا لا يراه النصارى مهتديا۔ اس سے مفہوم شرط کی طرف اشارہ ہے۔ انکم ان كنتم على غير اليهودية والنصرانية فلستم بمهتدين۔ یعنی اگر تم یھودی یا نصرانی نہیں ہو تم ھدایت پر نہیں ہو۔[62]

خلاصہ بحث

خلاصہ یہ ہے کہ مفہوم مخالف سے استدلال کے متعدد انداز اور فوائد ہیں جیسے اس سے حکم کے تغیر کی طرف اشارہ ملتا ہے۔ بطور مرجح اس کا استعمال ہو سکتا ہے۔ مفہوم مخالف سے استدلال حقیقت میں نص ہی سے استدلال ہے اور ایجاز بدیع اور کلام کی تحسین کا فائدہ بھی حاصل ہوتا ہے۔ "التحریر والتنویر" میں امام ابنِ عاشور کا مفہوم مخالف کی بنیاد پر احکام استنباط کرنے کا موضوع مختصراً اور موزون طریقے سے تجزیہ کیا گیا۔ اس مطالعے میں ابنِ عاشور کا عمیق علمی فہم اور اصولی تشریح کے ذریعے مفہوم مخالف کے مفہوم کو سمجھنے کی کوشش کی گئی۔ ان کی تفسیریں اور تحریروں میں ایمان، علم، اور تجربہ کا مظاہرہ ہوتا ہے، جو ان کے استنباطات کو دینی اصولوں اور مقاصد کی روشنی میں ایک نئی روشنی عطا کرتا ہے۔ اس تحقیقاتی مطالعے نے ابنِ عاشور کی تفسیری فہم اور مفہوم مخالف کے تجزیات کو سامنے رکھ کر ان کی فہمیں اور احکام کی استنباطی مداخلت کو سمجھا۔ اس مختصر تحلیل کے ذریعے، ان کے تجرباتی علم اور فہم کو ترقی دینے کے لئے یہ مطالعہ اہم اور فائدہ مند ثابت ہو سکتا ہے۔

[61] ۔ سورۃ البقرہ، ۲:۱۳۵۔

[62] ۔ ابن عاشور محمد طاہر بن محمد، التحریر والتنویر، ۱/ ۷۳۶۔